خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم

بیسواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

ای میل: info@quranacademy.com

ویب سائٹ: www.quranacademy.com

خلاصہ مضامینِ قرآن

بیسواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ۝ (النمل: ٦٠)

آیات ٦٠ تا ٦١

مظاہرِ قدرت کا خالق کون ہے؟

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے للکارنے کے انداز میں شرک کرنے والوں کو مخاطب کر کے دریافت فرمایا کہ:

i- بلند و بالا آسمان کس نے بنائے ہیں؟

ii- وسیع و عریض زمین کس کی تخلیق ہے؟

iii- آسمان سے بارش کون برساتا ہے؟

iv- بارش کے ذریعہ حسین باغات کون اگاتا ہے؟

v- زمین کو سکون و راحت کا مقام کس نے بنایا ہے؟

vi- زمین میں نہریں کس نے بہادی ہیں؟

vii- زمین پر توازن قائم رکھنے کے لیے بوجھل پہاڑ کس نے نصب کیے ہیں؟

viii- میٹھے اور نمکین پانی کی آمیزش روکنے کا سامان کس نے کیا ہے؟

کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہیں جو مذکورہ بالا کارنامے انجام دے سکیں؟ نہیں! یہ کاری گری صرف اور صرف اللہ کی ہے۔ افسوس ہے شرک کرنے والوں پر!

آیت ۶۲

بے کسوں کی فریاد کون سنتا ہے؟

یہ آیت شرک کرنے والوں سے پوچھ رہی ہے کہ کون ہے جو دکھ درد کے ماروں کی فریادیں سنتا ہے اور اُن کی مشکلات آسان کرتا ہے؟ رحمت کا یہ سامان اللہ کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔ اُسی نے انسان کو زمین میں خلافت کے شرف سے نوازا ہے اور کائنات کو اُس کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ لیکن انسانوں میں بہت کم ہیں جو اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار ہیں۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

محسنِ حقیقی کون ہے؟

اِن آیات میں شرک کرنے والوں کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ وہ غور کریں:

i- سمندر اور خشکی میں سفر کے دوران صحیح سمت کی طرف جانے کی قدرتی علامات یعنی پہاڑ، ندی، نالے، جنگلات، ستارے کس نے پیدا کیے ہیں؟

ii- اللہ کی رحمت یعنی بارش کی آمد سے قبل ٹھنڈی ہواؤں کی صورت میں بشارت کون بھیجتا ہے؟

iii- کائنات کی ہر شے کو کس نے بنایا ہے اور جو دوبارہ بھی اُن کی تخلیق پر قدرت رکھتا ہے؟

iv- آسمان و زمین سے انسانوں کا رزق کس نے پیدا کیا ہے؟

مذکورہ بالا نعمتیں محسنِ حقیقی اللہ ہی نے پیدا کی ہیں۔ شرک کرنے والوں کے لیے چیلنج ہے کہ وہ اپنے شرک کے جواز کے لیے واضح دلیل پیش کریں۔

آیت ۶۵

کل غیب کا عالم صرف اللہ ہے

یہ آیت واضح اعلان کر رہی ہے کہ آسمانوں اور زمین کے پوشیدہ راز صرف اور صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ جن انسانوں کو لوگوں نے اللہ کے ساتھ شریک کیا ہے وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ کب اُٹھایا جائے گا؟

آیت ٦٦

شرک کا سبب انکارِ آخرت ہے

اِس آیت کی رُو سے شرک کرنے کی اصل وجہ انکارِ آخرت ہے۔ لوگ نہیں چاہتے کہ اُن سے اُن کے اعمال کے بارے میں باز پرس ہو۔ لہٰذا وہ یا تو سرے سے آخرت اور اُس میں ہونے والے حساب کتاب کا انکار کردیتے ہیں یا من گھڑت معبودوں کی سفارش کی امید پر آخرت میں بچ نکلنے کا عقیدہ تراش لیتے ہیں۔ البتہ اللہ کا عطا کردہ ضمیر اُنہیں جھنجھوڑتا رہتا ہے کہ برائی کا برا بدلہ اور بھلائی کا اچھا بدلہ مل کر رہے گا۔ لیکن وہ ضمیر کی آواز کو دبا کر جانتے بوجھتے اندھے بنے ہوئے ہیں۔

آیات ٦٧ تا ٧٢

آخرت کا صاف انکار

اِن آیات میں کفار کی یہ گمراہی بیان کی گئی ہے کہ کیسے ممکن ہے جب ہماری اور ہمارے باپ دادا کی ہڈیاں مٹی میں مل کر مٹی ہوجائیں، اُنہیں زندہ کر کے نکالا جائے؟ ایسے ڈراوے ہمارے اسلاف کو بھی دیے گئے تھے لیکن یہ سب محض پچھلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ وہ اللہ کے رسول سے مطالبہ کرتے کہ بتایئے کہ قیامت اگر واقعی آنے والی ہے تو کب آئے گی؟ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ اُن کے اعتراضات پر غمگین نہ ہوں۔ اُنہیں بتایئے کہ قیامت واقع ہونے والی ہے اور وہ بہت ہی قریب ہے۔ البتہ ذرا غور کرو کہ ماضی میں جن قوموں نے رسولوں کی تعلیمات کا انکار کیا اُن کا کیا انجام ہوا؟ دانشمندی یہ ہی ہے کہ اُن کے انجام سے عبرت پکڑو اور نبی کی ہر بات کی تصدیق کرو۔

آیات ٧٣ تا ٧٥

اللہ کی بے مثال عظمت

یہ آیات عظمتِ باری تعالیٰ کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ بندوں کی ناشکری کے باوجود اُن پر بہت احسانات فرمانے والا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہر شخص کیا ظاہر کررہا ہے اور کیا

چھپا رہا ہے۔ وہ تو آسمان و زمین کے ہر راز سے واقف ہے اور یہ تمام راز ایک واضح کتاب میں تحریر شدہ ہیں۔

آیات ۷۶ تا ۷۸

اللہ کے کلام کی بے مثال عظمت

اِن آیات میں قرآنِ کریم کی یہ شانیں بیان کی گئی ہیں:

i- بنی اسرائیل نے جن معاملات میں اختلاف کیا، قرآنِ حکیم نے ان کے حوالے سے اصل حق کو واضح کر دیا۔

ii- قرآنِ حکیم ایمان لانے والوں کے لیے ہر اعتبار سے ہدایت و رہنمائی ہے۔

iii- قرآنِ حکیم ایمان لانے والوں کے لیے دنیا و آخرت میں رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

دنیا میں قرآن پر ایمان لانے والے بھی ہیں اور اِس کا انکار کرنے والے بھی۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد اِن دونوں کے انجام کا فیصلہ فرما دے گا۔ وہ سب کچھ جاننے والا اور زبردست قدرت کا مالک ہے۔

آیات ۷۹ تا ۸۱

اللہ کے حبیب ﷺ کے لیے دلجوئی

کفار کے بے بنیاد اعتراضات نبی اکرم ﷺ کے لیے انتہائی کرب کا باعث تھے۔ اِن آیات میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ اللہ کی طرف سے عطا کردہ واضح حق پر ہیں لہٰذا کفار کے مقابلے میں اللہ ہی پر بھروسہ کیجیے۔ یہ کافر حقیقت کے اعتبار سے اندھے، بہرے اور مردہ ہیں۔ آپ ﷺ اُنہیں زبردستی ہدایت نہیں دے سکتے۔ یہ بحیثیت انسان مر چکے ہیں اور محض حیوانوں کی سطح پر جی رہے ہیں۔ البتہ جس میں واقعی انسانیت بیدار ہے وہ آپ ﷺ کی باتوں پر ایمان لائے گا اور ضرور آپ ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا۔

آیت ۸۲

قربِ قیامت کی نشانی

اِس آیت میں قربِ قیامت کی ایک نشانی بیان کی گئی ہے۔ وہ نشانی ایک ایسا جانور ہوگا جو

انسانوں کی طرح گفتگو کرے گا اور اُن حقائق کی تصدیق کرے گا جن سے نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو آگاہ فرمایا۔ اِس کی گفتگو ایسے لوگوں پر حجت ہوگی جو آپ ﷺ کی تعلیمات کا انکار کرنے والے ہوں گے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

لَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُونَ قَبْلَهَا عَشْرُ اٰيَاتٍ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ وَخُرُوجُ يَاْجُوجَ وَمَاْجُوجَ وَالدَّجَّالُ وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَالدُّخَانُ وَثَلَاثَةُ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ تَخْرُجُ نَارٌ مِّنَ الْيَمَنِ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوقُ النَّاسَ اِلَى الْمَحْشَرِ (سنن اُبی داود)

''قیامت ہرگز واقع نہ ہوگی جب تک دس علامات ظاہر نہ ہوجائیں۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، ایک جانور کا ظاہر ہونا، یاجوج اور ماجوج کی یلغار، دجال کی آمد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، ایک دھویں کا پیدا ہونا، تین زلزلے جن سے مشرق، مغرب اور جزیرۃ العرب میں زمین دھنس جائے گی اور یمن سے ایسی آگ کا نکلنا جو لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف ہانک کرلے جائے گی''۔

آیات ۸۳ تا ۸۵

جھٹلانے والوں کا انجام

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت دین کی تعلیمات کو جھٹلانے والے جمع کیے جائیں گے۔ پھر اُن کے جرائم کی شدت کے اعتبار سے اُن کی درجہ بندی کی جائے گی۔ اب اللہ اُن سے دریافت فرمائے گا کہ آخر کیوں تم نے میری واضح آیات کو جھٹلایا۔ شرم کے مارے وہ بات کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔ پھر اُن پر اللہ کے قانونِ عذاب کا اطلاق ہوجائے گا اور وہ جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ (اے اللہ ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔) آمین!

آیت ۸۶

رات اور دن آخرت کے لیے نشانیاں

یہ آیت ایمان بالآخرت کے لیے ایک دلیل بیان کررہی ہے۔انسان رات اور دن کی حکمتوں پر غور کرے۔ رات اللہ کی ایک ایسی نشانی ہے جس میں وہ آرام کرتا ہے۔ دن ایک دوسری نشانی ہے جس میں انسان مختلف امور کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے۔ جس طرح دن کا جوڑا رات ہے اِسی طرح دنیا کی زندگی کا جوڑا آخرت کی زندگی ہے۔ جس طرح رات کو سونے کے بعد انسان دن میں دوبارہ بیدار ہوتا ہے اِسی طرح دنیا میں مرنے کے بعد انسان آخرت میں دوبارہ زندہ ہوکر رہے گا۔ اللہ ہم سب کو اِس حقیقت پر سچا اور پختہ ایمان عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۷ تا ۸۸

روزِ قیامت کی کیفیات

یہ آیات روزِ قیامت ذی شعور مخلوقات اور پہاڑوں پر طاری ہونے والی کیفیات کا تذکرہ کررہی ہیں۔ اُس روز جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان وزمین کی جملہ مخلوقات پر لرزہ طاری ہوجائے گا۔ آخر کار سب اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ آحاضر ہونگے۔ وہ پہاڑ جو آج بڑے جمے ہوئے نظر آتے ہیں، بادلوں کی طرح اڑتے ہوئے نظر آئیں گے۔ بلاشبہ یہ سب کچھ اُس اللہ کے حکم سے ہوگا جس نے کائنات کی ہر شے کو بنایا ہے اور جو ہر شے کی ہر بات سے واقف ہے۔

آیات ۸۹ تا ۹۰

جیسا کروگے ویسا بھروگے

اِن آیات میں انسانوں کے اعمال کے نتائج سے آگاہ کیا گیا۔ جو انسان نیکی لے کر آیا یعنی نیکی کرنے کے بعد دکھاوے، تکبر، احسان جتلا کر یا کسی اور جرم کی وجہ سے نیکی کو ضائع نہ کیا، اُسے ایک نیکی کا کئی گنا اجر ملے گا۔ ایسے نیک بخت انسان پر روزِ قیامت کوئی گھبراہٹ طاری نہ ہوگی۔ اِس کے برعکس جس بدنصیب نے برائی کی اور اُسے لے کر آگیا یعنی برائی سے توبہ نہ کی

اُسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یہ نتیجہ ہے برائی کرنے اور اُس سے توبہ نہ کرنے کا۔

آیات ۹۱ تا ۹۳

نبی کریم ﷺ کے لیے ہدایت

یہ آیات اللہ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے لیے خصوصی ہدایات کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ نے آپ ﷺ کو تلقین فرمائی کہ :

i- اُس اللہ کی ہر آن بندگی کرتے رہیں جس نے شہرِ مکہ کی حرمت طے فرمائی۔ وہی اِس شہر کا مالک ہے۔ پھر صرف اِسی شہر ہی کا نہیں، کائنات کی ہر شے کا اختیار اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

ii- کوئی آپ ﷺ کی دعوت قبول کرے یا نہ کرے آپ ﷺ ہر حال میں اللہ کی فرمانبرداری کرتے رہیں۔

iii- آپ ﷺ لوگوں کو قرآن کا پیغام تسلسل کے ساتھ پہنچاتے رہیں۔ جو قرآن کی دعوت قبول کرے گا اُس کا اچھا بدلہ پا کر رہے گا۔ جو یہ دعوت قبول نہ کرے گا تو اُسے آپ ﷺ برے انجام سے خبردار کر چکے ہیں۔

iv- اُس اللہ کا ہر دم شکر ادا کرتے رہیں جو اپنی پہچان کے لیے بے مثال نشانیاں دکھاتا ہی رہے گا۔ اللہ اِس سے واقف ہے کہ نشانیاں دیکھ کر کون حق تسلیم کرتا ہے اور کون ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتا ہے؟

سورۂ قصص

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایمان افروز داستان

اِس سورۂ مبارکہ کا غالب حصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کے اہم واقعات پر مشتمل ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۶	معرکۂ موسیٰ علیہ السلام و فرعون کی حکمت
- آیات ۷ تا ۲۸	حیاتِ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا دور: ولادت تا مدین روانگی
- آیات ۲۹ تا ۴۳	حیاتِ موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا دور: ظہورِ نبوت تا ہلاکتِ فرعون

- آیات ۴۴ تا ۵۰ ماضی کے واقعات کا بیان۔ رسالتِ محمدی ﷺ کا ثبوت
- آیات ۵۱ تا ۵۵ صالحین اہلِ کتاب کی تحسین
- آیات ۵۶ تا ۶۱ مشرکینِ مکہ کی بدبختی
- آیات ۶۲ تا ۶۷ روزِ قیامت مشرکین کا انجام
- آیات ۶۸ تا ۷۵ عظمتِ باری تعالیٰ
- آیات ۷۶ تا ۸۲ قارون کا واقعہ بطورِ عبرت
- آیات ۸۳ تا ۸۵ آخرت میں جزا و سزا
- آیات ۸۶ تا ۸۸ مشرکین سے سودے بازی کی ممانعت

آیات ۱ تا ٦

اللہ مظلوموں کو غالب کردے گا

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ حکیم ایک واضح کتاب ہے۔ اِس کتاب میں بیان شدہ واقعات ایمان لانے والوں کے لیے سبق آموز ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی کشمکش کا ہے۔ فرعون ایک ظالم انسان تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا۔ وہ اُن کی افرادی قوت کو کمزور کرنے کے لیے اُن کے نومولود بچوں کو ذبح کر دیتا تھا۔ سفاکی کا یہ عمل اُس کا وزیر ہامان اپنے لشکروں کے ذریعہ انجام دیتا تھا۔ اللہ نے فیصلہ فرمایا کہ وہ فرعون، ہامان اور اُن کے لشکروں کو اپنی قدرت دکھا کر رہے گا۔ اُنہیں نیست و نابود کرے گا اور بنی اسرائیل کو زمین میں غلبہ و اقتدار عطا فرمائے گا۔

آیات ۷ تا ۹

اللہ نے دشمن کو محافظ بنا دیا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اُن کی والدہ فکرمند ہوئیں کہ فرعون کے کارندے کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ذبح نہ کر دیں۔ اللہ نے الہام کے ذریعہ اُنہیں بشارت دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سلامت رہیں گے اور منصبِ رسالت پر فائز ہوں گے۔ اللہ نے اُنہیں

رہنمائی دی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لکڑی کے ایک تابوت میں لٹا کر دریا کے حوالے کردیں۔ تابوت دریا میں بہتا ہوا فرعون کے باغ میں پہنچ گیا۔ فرعون کے خادموں نے تابوت اٹھایا اور جا کر فرعون کے حوالے کردیا۔ فرعون سمجھ گیا کہ تابوت میں موجود بچہ کسی اسرائیلی کا ہے جس نے اِس کی جان بچانے کے لیے اِسے دریا میں بہا دیا ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا حکم دینے والا تھا کہ اُس کی بیوی حضرت آسیہ سلامٌ علیہا نے منع کردیا۔ حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ ہمارے محل میں پرورش پائے گا تو ہمارے لیے ہی فائدہ مند ہوگا۔ ممکن ہے کہ ہم اِسے اپنا بیٹا بنالیں۔ اِس طرح اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن کو ہی اُن کی حفاظت اور پرورش کا نگران بنا دیا۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (اللہ اپنے فیصلوں کو پورا کرنے والا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت جانتی نہیں۔ سورہ یوسف آیت ۲۱)۔

دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جدائی سے اُن کی والدہ بے قرار ہوگئیں۔ قریب تھا کہ وہ اللہ کی طرف سے ملنے والی بشارت و رہنمائی دوسروں کو بتا دیتیں لیکن اللہ نے اُنہیں صبر و سکون دیا اور راز کو پوشیدہ رکھنے کی ہمت عطا فرمائی۔

آیات ۱۰ تا ۱۳

دشمن کے خرچے پر موسیٰ علیہ السلام کی پرورش

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تابوت میں ڈال کر دریا میں بہا دیا گیا تو اُن کی بہن ذرا فاصلہ پر تابوت کے ساتھ ساتھ چلتی رہیں۔ اِس طرح وہ بھی فرعون کے باغ میں پہنچ گئیں۔ پھر جب حضرت موسیٰؑ نے کسی بھی خاتون کا دودھ قبول نہ کیا تو اُن کی بہن نے پیشکش کی کہ وہ ایک ایسی خاتون کو لاسکتی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ بھی پلائیں گی اور پوری ذمہ داری سے اُن کی دیکھ بھال بھی کریں گی۔ یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ فرعون کے محل میں آگئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کرتی رہیں اور فرعون اُنہیں اِس خدمت کا معاوضہ ادا کرتا رہا۔ وَ مَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (دشمنوں نے چال چلی اور اللہ نے تدبیر فرمائی، بلاشبہ اللہ

بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔سورہ ' آلِ عمران آیت ۵۴)۔

آیت ۱۴

علم وحکمت کی عطا ...... نبوت کی تمہید

یہ آیت آ گاہ کررہی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پوری طرح سے بلوغت کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے اُنہیں علم وحکمت کی دولت عطا فرمائی۔علم وحکمت کی یہ عطا نبوت کی تمہید ہے۔نبوت کے ظہور سے پہلے ہی اللہ انبیاء کرام علیہم السلام کو سچے خوابوں،الہام یا کشف وغیرہ کے ذریعہ عجائباتِ قدرت کا علم سکھانا شروع کردیتا تھا۔اس آیت میں اللہ کی اِسی شان کا بیان ہے۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتلِ خطا

یہ آیات اُس واقعہ کو بیان کررہی ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ایک قتلِ خطا ہوا۔ وہ ایک روز شہر میں صبح کے وقت داخل ہوئے جب کہ لوگ سورہے تھے اور شہر میں سناٹا تھا۔کیا دیکھتے ہیں کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی یعنی قبطی ایک اسرائیلی پر تشدد کررہا ہے۔اسرائیلی نے آپ علیہ السلام کو مدد کے لیے پکارا۔آپ علیہ السلام نے قبطی کو ظلم کی سزا دینے کے لیے گھونسا رسید کیا۔ گھونسے کی ضرب ایسی کاری ثابت ہوئی کہ قبطی گرا اور مرگیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اِس پر ندامت ہوئی۔اُنھوں نے اِسے شیطان کا عمل قرار دیا اور اللہ سے معافی کی التجا کی۔اللہ نے معافی قبول فرمائی اور اُنہیں خواب یا الہام کے ذریعہ بخشش کی بشارت دی۔آپ علیہ السلام نے اللہ کا شکرادا کیا اور عہد کیا کہ کبھی بھی کسی مجرم کے مددگار نہ بنیں گے۔

آیات ۱۸ تا ۱۹

قتلِ خطا کا راز فاش ہوگیا

قتلِ خطا کے واقعہ کے بعد اگلے ہی روز حضرت موسیٰ ؑ نے دیکھا کہ گذشتہ روز اُنھوں نے جس اسرائیلی کی مدد کی تھی وہ آج ایک اور قبطی سے جھگڑ رہا ہے۔اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

سے مدد طلب کی۔آپ علیہ السلام نے اُسے ڈانٹا کہ تم ہی روز جھگڑتے ہو۔پھر جب وہ اُن دونوں کی طرف بڑھے تاکہ جھگڑا ختم کرائیں تو اسرائیلی نے سمجھا کہ مجھے ڈانٹ رہے ہیں اور شاید مجھے ہی مارنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔اُس نے قتلِ خطا کا راز فاش کر دیا اور کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تم مجھے اِسی طرح مار دو گے جیسے تم نے کل ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا۔

آیات ۲۰ تا ۲۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین میں پناہ لینا

فرعون تک یہ اطلاع پہنچ گئی کہ قبطی کا قتل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوا ہے۔اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔اُس کے دربار میں ایک شخص کی ہمدردیاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھیں۔اُس نے فوری طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے فیصلہ سے آگاہ کر دیا۔آپ علیہ السلام نے اللہ سے عافیت کی دعا کی اور مصر سے روانہ ہو گئے تاکہ کسی محفوظ مقام میں پناہ لے سکیں۔اللہ نے آپ علیہ السلام کو مدین کے علاقے میں پہنچا دیا۔

آیات ۲۳ تا ۲۴

خواتین کا احترام

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین پہنچے تو ایک عجیب منظر دیکھا۔پانی کے ایک گھاٹ پر چرواہے اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے تھے۔البتہ دو لڑکیاں ایک طرف کھڑی تھیں اور اپنی بکریوں کو گھاٹ کی طرف جانے سے روک رہی تھیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو افسوس ہوا کہ چرواہے صنفِ نازک کا احترام نہیں کر رہے۔آپ علیہ السلام کے دریافت کرنے پر لڑکیوں نے بتایا کہ ہمارے والد ضعیف اور کمزور ہیں۔گھر پر اور کوئی مرد نہیں لہٰذا بکریوں کو چرانے اور پانی پلانے کی ذمہ داری ہمیں ادا کرنی پڑتی ہے۔آپ علیہ السلام نے چرواہوں کو ہٹا کر پہلے اُن لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلایا۔پھر ایک درخت کے سایہ میں آکر اللہ سے پردیس کی بے کسی میں مدد کی یوں التجا کی:

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ

’’اے میرے رب! تو جو خیر میری جھولی میں ڈال دے میں اُسی کا محتاج ہوں‘‘۔

آیات ۲۵ تا ۲۸

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور مدین میں اُنہیں تمام سہولیات زندگی عطا فرمائیں۔ جن لڑکیوں کے ساتھ اُنہوں نے حسنِ سلوک کیا تھا اُنہوں نے جا کر اپنے والد یعنی شیخِ مدین کو تمام ماجرا کہہ سنایا۔ شیخِ مدین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے ایک لڑکی کو بھیجا۔ وہ لڑکی بالفاظ قرآنی تَمۡشِیۡ عَلَی اسۡتِحۡیَآءٍ ''نہایت شرم و حیا سے چلتی ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی''۔ گویا قرآنِ کریم خواتین کی شرم و حیا کی صفت کو خوب نمایاں کر کے بیان کر رہا ہے اور یہی اللہ کی محبوب بندیوں کا وصفِ مطلوب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیخِ مدین کو اپنی پوری داستان سنائی۔ شیخِ مدین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان دلایا کہ اس علاقہ میں فرعون کی عملداری نہیں ہے۔ شیخِ مدین کو ایک لڑکی نے مشورہ دیا:

یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ ۫ اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ

''اے ابا جان! آپ اِن کو اُجرت پر رکھ لیں، جس کو اُجرت پر رکھا جائے اُن میں سے بہتر وہ ہوتا ہے جو طاقت ور اور امانت دار ہو''

شیخِ مدین کی لڑکیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور دیانت داری کا تجربہ ہو چکا تھا۔ بلاشبہ یہ ایک اچھے ملازم کے اوصاف ہیں۔ شیخِ مدین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیشکش کی کہ اگر وہ آٹھ یا دس سال تک اُن کی بکریوں کی دیکھ بھال پر راضی ہوں تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف رہائش دیں گے بلکہ ایک بچی کا نکاح بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کر دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشکش قبول فرمالی۔

آیات ۲۹ تا ۳۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ظہورِ نبوت

حضرت موسیٰ علیہ السلام شیخِ مدین کے ساتھ خدمات کی طے شدہ مدت پوری کرنے کے بعد اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مصر روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر ایک رات اُنہیں طور پہاڑ کے قریب آگ

دکھائی دی۔ جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو اللہ نے اُنہیں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ پھر دو معجزات بطورِ نشانی عطا فرمائے۔ اُن کا عصا زمین پر ڈالتے ہی ایک سانپ کی صورت اختیار کر لیتا۔ اِسی طرح اُن کا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالنے کی صورت میں چمکتا ہوا برآمد ہوتا۔ اب اُنہیں حکم دیا گیا کہ وہ اِن نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اُس کی قوم کی طرف جائیں، اُنہیں توحید پر ایمان لانے اور گناہوں سے توبہ کرنے کی دعوت دیں۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے رسالت کا اعزاز

اِن آیات میں حضرت ہارون علیہ السلام کو رسالت کا منصب عطا کیے جانے کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی کہ قتلِ خطا کی وجہ سے مجھے فرعون کی طرف سے انتقام کا اندیشہ ہے۔ اگر میرے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی رسالت کے منصب پر فائز کر کے میری معاونت کے لیے فرعون کے دربار میں بھیجا جائے تو میرے لیے سہولت ہوگی۔ حضرت ہارون علیہ السلام کو زیادہ فصاحت سے اپنی بات پیش کرنے کا سلیقہ بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اِس درخواست کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور فرعون کے مقابلہ میں غلبہ کی بشارت بھی دی۔ اللہ ہر دین کے خادم کو اُس کے قریبی رشتہ داروں میں سے معاونت کرنے والے نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۳۷

آلِ فرعون کی حق دشمنی

حب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آلِ فرعون کو حق کی دعوت دی اور معجزات دکھائے تو اُنہوں نے حق کو جھٹلایا۔ معجزات کو جادو قرار دیا اور آباء واجداد کے تصورات پر اڑے رہنے کا اعلان کیا۔ جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معاملہ اللہ کے حوالے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہی بہتر جانتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون گمراہی پر؟ بلاشبہ گمراہ لوگ ظالم ہیں اور وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔

آیات ۳۸ تا ۴۲

فرعون کا مکروفریب اور برا انجام

فرعون نے اپنے سرداروں کے سامنے اپنے معبود ہونے کا اعلان کیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے لوگوں کی توجہات ہٹانے کے لیے ایک مکروفریب کا منصوبہ بنایا۔اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک اونچا سا محل بنا دو۔ میں اونچے محل کے ذریعہ آسمانوں میں جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معبود کو دیکھنے کی کوشش کروں گا کیونکہ مجھے زمین میں تو اُس کا معبود دکھائی نہیں دیتا۔مکروفریب کا یہ منصوبہ دراصل توجہات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے ہٹانے کی ایک سازش تھی۔ اللہ نے فرعون اور اُس کے سرداروں کو حق دشمنی کی سزا دی اور سمندر میں غرق کر دیا۔رہتی دنیا تک اُنہیں سرکشی کی ایک علامت بنا دیا اور لعن طعن اُن کے مقدر میں کر دی۔پھر آخرت میں بھی وہ بری طرح ذلیل کیے جائیں گے۔اللہ ہمیں زندگی کے آخری سانس تک حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیت ۴۳

تورات کے محاسن

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ کئی قوموں کی اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل زمین کے وارث بنے اور اُن کی ہدایت کے لیے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی۔تورات میں تین طرح کے محاسن تھے:

i- یہ غافل انسانوں کی آنکھیں کھول دینے والی یعنی اُنہیں حق کی طرف متوجہ کرنے والی تھی۔

ii- یہ حق کی طرف متوجہ ہونے والوں کے لیے ہدایت تھی۔

iii- یہ ہدایت پالینے والوں کے لیے رحمت تھی کیونکہ ہر نعمت اُسی وقت نعمت ہے جب اُس سے استفادہ اللہ کی عطا کردہ ہدایت کے مطابق کیا جائے۔

موجودہ تورات میں یہ محاسن نہیں کیونکہ اُس میں تحریف کر دی گئی ہے۔اب قرآنِ حکیم ہے جو مذکورہ بالا محاسن سے مزین ہے۔

آیات ۴۴ تا ۴۶

گذشتہ واقعات کا بیان ...... رسالت محمدی ﷺ کا ثبوت

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان ہوئی کہ گذشتہ واقعات کا حکیمانہ اسلوب میں بیان اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ نبی اکرم ﷺ مصر، مدین یا کوہ طور کے پاس موجود نہ تھے کہ وہاں ظہور پذیر ہونے والے واقعات کی تفصیل بتائیں۔ اِسی طرح آپ ﷺ کو نہ کبھی کسی کتاب کا مطالعہ کرتے دیکھا گیا اور نہ ہی اہلِ کتاب کے پاس جا کر تفصیلات جاننے کی کوشش کرتے دیکھا گیا کہ کوئی کہہ سکے آپ ﷺ نے دیگر ذرائع سے اِن واقعات کا علم حاصل کیا۔ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے حقیقت یہی ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ ماضی کے واقعات بتائے تا کہ آپ ﷺ تمام لوگوں کو اور بالخصوص اُن مکہ والوں کو جن کے پاس ڈھائی ہزار برس سے کوئی رسول نہیں آیا تھا کائنات کے اصل حقائق سے آگاہ کر دیں اور اُنہیں عقائد و اعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ کریں۔

آیات ۴۷ تا ۵۰

مشرکینِ مکہ کے بے بنیاد عذر

یہ آیات مشرکینِ مکہ کے حق سے اعراض کے جواز کے طور پر پیش کیے جانے والے بے بنیاد عذر اور ان کی حقیقت واضح کر رہی ہیں۔ اگر مشرکینِ مکہ پر اُن کے شرک اور جرائم کی پاداش میں بغیر کسی رسول کے بھیجے ہوئے عذاب آتا تو فریاد کرتے کہ اے اللہ! تو نے کسی رسول اور اپنی کتاب کے ذریعہ سے ہماری ہدایت کا اہتمام کیوں نہ کیا۔ اگر رسول آتے تو ہم اُن پر ایمان لاتے اور تیرے احکامات کی پیروی کرتے۔ پھر جب رسول ﷺ آ چکے ہیں تو اب یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اِن رسول ﷺ کو بھی وہ معجزات دیئے جائیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے۔ حالانکہ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی بھی مخالفت کر چکے ہیں۔ یہ تورات اور قرآن دونوں کو ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے معاون قرار دے رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے مشرکین مکہ کو چیلنج دیا گیا کہ تم قرآن اور تورات کے

علاوہ اللہ کی کوئی اور کتاب لے آؤ جو اِن دونوں سے زیادہ صحیح ہدایت فراہم کرنے والی ہو۔ ہم اس کتاب کی پیروی کریں گے۔ البتہ اللہ نے آگاہ کر دیا کہ مشرکینِ مکہ اِس چیلنج کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔ وہ اللہ کی کتابوں کی نہیں بلکہ اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ اُس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوسکتا ہے جو خواہشاتِ نفس کو اللہ کی عطا کردہ ہدایت پر ترجیح دے؟ اللہ ایسے بے انصافوں کو ہدایت نہیں دے گا۔

آیات ۵۱ تا ۵۵

اہلِ کتاب کے لیے تحسین و بشارت

اِن آیات میں اہلِ مکہ کی محرومی اور اہلِ کتاب کے صالح عنصر کی خوش بختی کا بیان ہے۔ مکہ والوں کے سامنے قرآنِ حکیم تسلسل کے ساتھ نازل ہوتا رہا لیکن وہ ہدایت قبول کرنے سے محروم رہے۔ دوسری طرف حبشہ سے عیسائیوں کا ایک وفد آیا اور ایک ہی بار قرآنِ کریم سن کر ایمان لے آیا۔ مکہ والوں نے اُن کی توہین کی اور نازیبا کلمات کہے لیکن اُنہوں نے جواب میں صبر اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا، گالیاں دینے والوں کو سلام کیا اور اُن کی برائی کا جواب بھلائی سے دیا۔ عیسائی کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے قبل آنے والے تمام انبیاء پر ایمان رکھتے تھے لہٰذا مسلمان تھے۔ اب نبی اکرم ﷺ پر ایمان لا کر گویا دوبارہ مسلمان ہوئے اِس لیے اُنہیں دہرے اجر کی بشارت دی گئی۔ دہرے اجر کی بشارت ایک حدیثِ مبارکہ میں اِس طرح بیان ہوئی:

ثَلاَ ثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجرَهُمْ مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْاَ مَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ اَدَبَهَا ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ اَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِىْ كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ اٰمَنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَهُ اَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِىْ يُؤَدِّىْ حَقَّ اللّٰهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهٖ (بخاری)

”تین اشخاص کو اُن کی نیکیوں کا اجر دگنا ملے گا۔ پہلا وہ شخص جس کی ملکیت میں کنیز ہو، وہ اُسے تعلیم دے اور عمدہ تعلیم دے، اُسے ادب سکھائے اور عمدہ ادب سکھائے، پھر اُسے

آزاد کر کے اُسی کے ساتھ نکاح کر لے تو اُس کے لئے دگنا اجر ہے، دوسرا اہلِ کتاب میں سے مومن شخص جو پہلے بھی مومن تھا اور پھر ایمان لائے نبی اکرم ﷺ پر تو اُس کے لئے دگنا اجر ہے اور تیسرا وہ غلام جو اللہ کا بھی حق ادا کرے اور اپنے آقا کا بھی''۔

آیت ۵۶

کسی کو ہدایت صرف اللہ ہی دے سکتا ہے

نبی اکرم ﷺ کو انتہائی دکھ تھا کہ حبشہ سے آ کر لوگ ایمان لے آئے لیکن مکہ والے اِس نعمت سے محروم رہے۔

ندا آئی کہ آشوبِ قیامت سے یہ کیا کم ہے
گرفتہ چینیاں احرام و مکی خفتہ در بطحا!

خاص طور پر ابوطالب کے ایمان نہ لانے پر آپ ﷺ شدید غمگین تھے۔ اللہ نے تسلی دی کہ آپ ﷺ کی ذمہ داری حق کو پہنچا دینا ہے۔ آپ ﷺ یہ ذمہ داری بخوبی ادا فرما رہے ہیں۔ البتہ کسی کو ہدایت دینا یہ صرف اور صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون واقعی مخلص اور ہدایت کا طلب گار ہے۔ ہر داعی کے لیے اِس آیت میں ایک واضح پیغام ہے کہ وہ لوگوں کے مایوس کن طرزِ عمل سے ہمت نہ ہارے۔ اُس کا کام صرف حق کی طرف بلانا ہے۔ اگر وہ استقامت، خلوص اور ہمدردی سے یہ کام کر رہا ہے تو اپنی ذمہ داری ادا کر رہا ہے۔ لوگوں کا دعوت قبول کرنا یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ وہ جس میں حق کی تڑپ پائے گا اُسے ضرور ہدایت دے گا۔

آیات ۵۷ تا ۶۱

کیا توحید کا اقرار تباہ کر دے گا؟

مشرکینِ مکہ دہائی دیتے تھے کہ اگر ہم نے بت پرستی کی نفی کر دی تو پورا عرب ہمارا دشمن ہو جائے گا۔ وہ ہمارے تجارتی راستے بند کر دیں گے اور مکہ پر حملہ کر کے ہمیں نیست و نابود کر دیں گے۔

جواب میں فرمایا گیا:

i- اللہ نے حدودِ حرم میں جنگ کی ممانعت کر دی ہے جس کا احترام تمام قبائلِ عرب بھی

کرتے ہیں۔لہٰذا مکہ پر حملہ ناممکن ہے۔

ii- دعائے ابراہیمی کے نتیجے میں اللہ کا مکہ والوں پر یہ احسان ہے کہ یہاں ہر طرح کے میوے دنیا بھر سے آتے رہیں گے۔لہٰذا مکہ والوں کے لیے بھوک سے مرنے کا کوئی امکان نہیں۔

iii- جمے ہوئے کاروبار، چلتی ہوئی تجارت اور مضبوط معیشت تباہی سے نہیں بچاسکتی۔گذشتہ قوموں کی داستانیں اِس حوالے سے عبرتناک مثالیں ہیں۔

iv- رسول کے آنے کے بعد قوموں کا معاملہ نازک ہو جاتا ہے۔وہ اپنی واضح دعوت اور پاکیزہ کردار کے ذریعہ حجت تمام کر دیتا ہے۔اُس کی دعوت کو جھٹلانے والے تباہ ہو کر رہتے ہیں۔لہٰذا مکہ والوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔

v- دنیا کا مال واسباب وقتی بھی ہے اور گھٹیا بھی۔آخرت کی نعمتیں دائمی اور اعلیٰ ہیں۔وہ لوگ واقعی احمق ہیں جو دنیا میں اپنی معیشت کی خوشحالی کو حق کا ساتھ دینے پر ترجیح دیں۔

vi- ایسے لوگ گھاٹے کا سودا کرتے ہیں جو عارضی دنیا میں تو عیش کر لیں لیکن آخرت کی ہمیشہ ہمیش کی زندگی میں قیدی بن کر جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھتے رہیں۔

آیات ٦٢ تا ٦٦

روزِ قیامت مشرکین کی بےبسی اور ذلت

یہ آیات روزِ قیامت مشرکین کی لاچارگی و ذلت کا منظر پیش کر رہی ہیں۔روزِ قیامت اللہ مشرکین سے پوچھے گا کہ کہاں ہیں تمہارے وہ خود ساختہ شریک جن کے بارے میں تم بڑا بااختیار ہونے کا دعویٰ کرتے تھے؟ مشرکین کے معبودانِ باطل یعنی دنیا دار مذہبی و سیاسی پیشوا کہیں گے کہ ہم خود گمراہ تھے اور ہم نے اِن کو بھی گمراہ کیا۔اللہ مشرکین سے کہے گا کہ پکارو اپنے معبودوں کو۔وہ پکاریں گے لیکن پکار کا کوئی جواب نہ آئے گا۔اب وہ عذاب کا سامنا کریں گے۔اللہ پوچھے گا کہ تم نے میرے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا تھا؟ وہ شرم کے مارے نہ سر اٹھا سکیں گے، نہ کوئی جواب دے سکیں گے اور نہ ہی کسی اور سے کچھ پوچھ سکیں گے۔

آیت ٦٧

مشرکین کے لیے فلاح کا راستہ ...... سچی توبہ

یہ آیت شرک جیسا جرم کرنے والوں کو بھی فلاح کا راستہ دکھا رہی ہے۔ وہ راستہ ہے سچی توبہ جس کا تقاضا یہ ہے کہ:

i- گناہ پر دلی ندامت کے ساتھ اللہ کی طرف بخشش کے لیے رجوع کیا جائے۔

ii- سچے دل سے کلمۂ توحید پڑھ کر اپنے ایمان کی تجدید کی جائے۔

iii- شریعت کے احکامات کے مطابق عمل کر کے توبہ کی سچائی کا ثبوت پیش کیا جائے۔

بشارت دی گئی کہ سچی توبہ کرنے والے ہمیشہ ہمیش کی کامیابی حاصل کرلیں گے۔

آیات ٦٨ تا ٧٠

عظمتِ باری تعالیٰ

معبودانِ باطل کی نفی کے بعد اِن آیات میں معبودِ حقیقی کی عظمت بیان کی جا رہی ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ کے حسب ذیل پہلو بیان کیے گئے:

i- اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے اور جو چاہے تخلیق فرماتا ہے۔

ii- کل اختیار اللہ ہی کے لیے ہے اور اُس کے علاوہ کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔

iii- اللہ تعالیٰ ہر طرح کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

iv- اللہ تعالیٰ ہر شے کا علم رکھتا ہے، یہاں تک کہ اُسے معلوم ہے کہ ایک شخص کیا ظاہر کر رہا ہے اور کیا چھپا رہا ہے؟

v- اِس دنیا میں حمد کے لائق صرف اللہ ہے اور آخرت میں بھی حمد اُسی کے لیے ہوگی۔

iv- فیصلہ کا اختیار اللہ ہی کو حاصل ہے۔ روزِ قیامت اُسی کی طرف سب لوٹائے جائیں گے اور ہر فرد کے لیے کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ بھی وہی فرمائے گا۔

ہم اللہ کی ذات وصفات کی معرفت کو حاصل کرنے سے عاجز ہیں لیکن دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

آیات ۷۱ تا ۷۳

دن اور رات اللہ کی دو نعمتیں

یہ آیات اللہ کی دو نعمتوں یعنی دن اور رات کی اہمیت بیان کر رہی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ بندوں پر ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو کون دن کا اُجالا لا سکتا ہے۔ اِسی طرح اگر اللہ ہمیشہ کے لیے دن طاری کر دے تو کون ہے جو سکون دینے والی تاریکی برآمد کر سکتا ہے۔ بلاشبہ اللہ نے رات انسانوں کے آرام کے لیے بنائی ہے اور دن مختلف سرگرمیوں کے لیے جدوجہد کی خاطر بنایا ہے۔ اللہ ہمیں اپنی نعمتوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۴ تا ۷۵

خودساختہ معبود کام نہ آئیں گے

اِن آیات میں ایک بار پھر یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی کہ روزِ قیامت کوئی خودساختہ معبود کام نہ آئے گا۔ اللہ شرک کرنے والوں سے پوچھے گا کہ کہاں ہیں تمہارے من گھڑت معبود؟ پھر ہر اُمت کے رسول اللہ کی طرف سے اُس امت پر گواہ بن کر آئیں گے۔ وہ گواہی دیں گے کہ اُنھوں نے اُمت تک توحید کی دعوت پہنچانے کا حق ادا کر دیا تھا۔ مشرکین کے پاس اپنے شرک کا کوئی جواز نہ ہوگا۔ بے بسی اور لاچارگی کے اُس عالم میں کوئی اُن کے کام نہ آئے گا۔

آیات ۷۶ تا ۷۷

قارون کو اہلِ خیر کی نصیحت

یہ آیات بتا رہی ہیں کہ قارون کا تعلق حضرت موسیٰؑ کی قوم سے تھا۔ وہ فرعون کا ایجنٹ بن کر اپنی قوم پر ظلم کر رہا تھا۔ اُس کے مال و دولت کے خزانے اِس قدر کثیر تھے کہ اُن کی محض کنجیوں کو اٹھانے کے لیے بڑی نفری درکار ہوتی تھی۔ وہ اِس دولت کے نشہ میں تکبر کر رہا تھا اور زمین میں ظلم و ستم کر کے فساد مچا رہا تھا۔ قوم کے اہلِ خیر نے اُسے نصیحت کی کہ:

i- زمین میں ناحق تکبر نہ کرو۔ اللہ کو تکبر کرنے والے ناپسند ہیں۔

ii- دولت کے ذریعہ نیک کام کر کے آخرت کے لیے اَجر و ثواب کی صورت پیدا کرو۔
iii- بخل نہ کرو اور دولت سے دنیا کی جائز نعمتیں حاصل کر کے استفادہ کرو۔
iv- جیسے اللہ نے تم پر احسانات کیے ہیں تم بھی نیکیوں کے ذریعہ اللہ کا شکر ادا کرو۔
v- لوگوں پر ظلم وستم کر کے زمین میں فساد نہ مچاؤ۔

آیت ۷۸

ذاتی علم پر ناز

اہلِ خیر کی نصیحت کے جواب میں قارون نے تکبر سے کہا کہ مجھے مال و دولت اپنے علم و صلاحیت کی بنیاد پر حاصل ہوا ہے۔ اُسے آگاہ کیا گیا کہ کیا وہ جانتا نہیں کہ ماضی میں کتنی قوموں کو اللہ نے ہلاک کیا حالانکہ وہ طاقت اور مال و دولت کے اعتبار سے کہیں آگے تھیں۔ پھر کوئی اللہ سے قوموں کو عذاب دینے کا سبب نہیں پوچھ سکتا۔ لہٰذا ہر آن ہر شخص کو اللہ کی پکڑ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

آیات ۷۹ تا ۸۰

آخرت دنیا سے بہتر ہے

قارون ایک روز پوری شان وشوکت سے شہر میں نمودار ہوا۔ دنیا داروں نے حسرت سے کہا کہ کاش ہمیں بھی قارون جیسا مال و دولت عطا ہو جائے۔ ایسے میں علمِ حقیقت جاننے والوں نے کہا کہ نہیں، اصل اجر و ثواب آخرت کا ہے جو ایسے لوگوں کو ملتا ہے جو ایمان لانے کے بعد اعمالِ صالحہ کر رہے ہوں۔ بلاشبہ یہ دائمی اور اعلیٰ اجر و ثواب اُن خوش نصیبوں کو ملتا ہے جو اللہ کی اطاعت، اُس کی نافرمانی سے پرہیز اور حق کی راہ میں آنے والی مشقتوں پر صبر کرنے والے ہوں۔ اللہ ہمیں یہ سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل، کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیات ۸۱ تا ۸۲

قارون کی عبرتناک بربادی

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ ایک روز قارون اپنے جملہ مال و اسباب کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اب کوئی اُس کا مددگار نہ تھا جو اُسے تباہی سے بچا سکتا اور نہ وہ خود اِس قابل تھا کہ اِس انجام کا بدلہ لے سکتا۔ وہی لوگ جو کل تک اُس کی دولت کو دیکھ کر حسرت کر رہے تھے کہ کاش ہمیں بھی یہ سب کچھ ملتا، اب اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ وہ اُس تباہی سے بچ گئے جو قارون پر آئی تھی۔ لوگوں کو یہ حکمت سمجھ آ گئی کہ خیر اللہ کے دیے پر راضی رہنے میں ہے نہ کہ مال و دولت اور اقتدار و حکومت میں۔

آیت ۸۳

آخرت میں کون سرخرو ہوگا؟

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی ہے کہ آخرت کا اجر و ثواب ایسے لوگوں کے لیے ہے جو نہ فرعون کی طرح زمین میں سرکشی کریں اور نہ قارون کی طرح فساد مچائیں۔ اِس کے برعکس وہ ہر وقت اللہ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہنے والے اور اُس کی نافرمانیوں سے بچنے والے ہوں۔

آیت ۸۴

نیکی اور بدی کے نتیجہ کا فرق

یہ آیت خوشخبری سنا رہی ہے کہ جس شخص نے نیکی کی اور پھر اُس کی نیکی کسی گناہ کی وجہ سے ضائع نہ ہوئی تو اُسے روزِ قیامت کئی گنا اجر ملے گا۔ اِس کے برعکس جس بدنصیب نے برائی کی اور پھر اُس سے توبہ نہ کی تو اُسے برائی کا بالکل ویسا ہی بدلہ ملے گا۔

آیت ۸۵

خدمتِ قرآن کا صلہ

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو بشارت دی گئی کہ جس رب تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآنِ حکیم لوگوں تک پہنچانے کی بھاری ذمہ داری ڈالی ہے وہ آپ ﷺ کو ضرور کامیابی کی اعلیٰ منازل

تک پہنچائے گا۔ دنیا میں آپ ﷺ ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور آخرت میں آپ ﷺ اللہ کی قربت کے اعلیٰ ترین مقام یعنی مقامِ محمود پر فائز ہوں گے۔ البتہ دنیا میں وقتی طور پر مشکلات ہیں۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کی تعلیمات قبول کررہے ہیں اور کچھ نہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے کون کیا کررہا ہے؟ وہ ہر اک کو اُس کے عمل کے اعتبار سے بدلہ دے دے گا۔

آیات ۸۶ تا ۸۸

باطل کے ساتھ سمجھوتا نہیں ہوسکتا

مکی دور کے آخر میں مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کو پیشکش کررہے تھے کہ آپ ﷺ کچھ ہماری مان لیں اور ہم کچھ آپ ﷺ کی مان لیں گے۔ ایک معینہ مدت تک آپ ﷺ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔ پھر ہم اتنی ہی مدت آپ ﷺ کے معبودِ واحد کی عبادت کریں گے۔ اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ باطل کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہ کریں۔ اللہ نے آپ ﷺ کو نبوت و رسالت اپنے خاص فضل سے عطا فرمائی ہے۔ اب اللہ کے شکر کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ اللہ ہی کے ہوکر رہیں اور کافروں کے اتحادی نہ بنیں۔ خیال رکھیں کہ کہیں کافر آپ ﷺ کو شرک کی طرف آمادہ کرکے اللہ کے واضح احکامات سے پھیر نہ دیں۔ آپ ﷺ صرف اور صرف اللہ ہی کی بندگی کریں۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی کی ذات ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی ہے، ہر فیصلہ کا اختیار اُسی کے پاس ہے اور قیامت کے روز خواہی نخواہی اُس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

سورۂ عنکبوت

صبر واستقامت کی تلقین

سورۂ عنکبوت مکی دور میں ایک ایسے پس منظر میں نازل ہوئی جب کفار کی طرف سے اہلِ ایمان پر تشدد اور مار پیٹ کا بازار گرم تھا۔ اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ نے اہلِ ایمان کو نرمی اور سختی دونوں ہی طرح سے صبر اور حق پر ڈٹے رہنے کی تلقین فرمائی۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۳ صبر واستقامت کی تلقین
- آیات ۱۴ تا ۴۰ صبر واستقامت کے حوالے سے رسولوں کی مثالیں
- آیات ۴۱ تا ۴۴ مشرکانہ تصورات کی حقیقت
- آیات ۴۵ تا ۶۹ اہلِ ایمان کے لیے ہدایات۔ مشرکین کے لیے وعیدیں

آیات ۱ تا ۴

صرف کلمہ پڑھ لینے سے جنت نہیں ملے گی

اِن آیات میں خبردار کیا گیا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ محض زبان سے ایمان کا اقرار اُنہیں جہنم سے بچالے گا اور جنت میں پہنچادے گا۔ اللہ آزمائش کے ذریعہ ثابت کردے گا کہ کون صدقِ دل سے ایمان لایا ہے اور کون محض زبانی کلامی ایمان کا دعویدار ہے۔ ماضی میں قوموں کی آزمائش اللہ کی اِس سنت کی گواہ ہے۔ البتہ جن ظالموں کے تشدد سے اہل ایمان کی آزمائش ہورہی ہے وہ کان کھول کر سن لیں کہ وہ بدترین انجام سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

آیات ۵ تا ۷

تربیت کے لیے نرمی اور سختی دونوں ضروری ہیں

یہ آیات اہلِ ایمان کو آزمائش میں ڈٹ جانے کی ہدایت دے رہی ہیں۔ البتہ اُن کی تربیت کے لیے نرمی اور سختی دونوں اسلوب اختیار کیے گئے ہیں۔ سختی کے اعتبار سے آگاہ کیا گیا کہ جو لوگ بھی دین پر استقامت کے لیے مشقت اٹھا رہے ہیں وہ اپنے ہی اجروثواب کا سامان کررہے ہیں۔ اِس سے اللہ کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ نرمی کے اسلوب میں بشارت دی گئی کہ جو لوگ بھی آج تشدد اور اذیتوں کا سامنا کررہے ہیں اللہ اُن کے حال سے واقف ہے۔ عنقریب اُنہیں اِس صبر واستقامت کا بھرپور اجروثواب دیا جائے گا۔ اللہ اُن کے گناہ معاف فرمادے گا اور اُن کے حق پر ڈٹے رہنے اور دوسروں کو بھی دینِ حق کی دعوت کے عمل کا بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیات ۸ تا ۹

والدین کی طرف سے شرک کا حکم

اِن آیات میں اُن نوجوانوں کے مسئلہ کے حوالے سے رہنمائی دی گئی جنہیں اُن کے والدین شرک کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اللہ ہی نے دیا ہے۔ البتہ اگر وہ شرک یا شریعت کی کسی نافرمانی پر مجبور کریں تو اب اُن کی بات نہیں مانی جائے گی۔ حدیثِ نبوی ﷺ کے مطابق:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (ابوداؤد)

''مخلوقات میں سے کسی کی اطاعت جائز نہیں اگر اِس سے خالق کی نافرمانی ہو''۔

اگر والدین ناراض ہوکر اولاد کو علیحدہ کردیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ ایسے حق کے علمبرداروں کو نیک لوگوں کی پاکیزہ صحبت عطا فرمادے گا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مشرک والدہ نے گھر سے نکال دیا لیکن اب اُنہیں نبی اکرم ﷺ کی مبارک رفاقت حاصل ہوگئی۔ تربیت نبوی ﷺ کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُنہوں نے صحابہ کرامؓ میں قرآن کے پہلے مبلغ بننے کی سعادت حاصل کی اور مدینہ منورہ جاکر ایک سال میں ۷۲ مردوں اور ۳ خواتین کو دائرۂ اسلام میں لانے کا شرف پایا۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

اللہ ظاہر فرمادے گا کہ کون مومن ہے اور کون منافق؟

یہ آیات منافقانہ کردار واضح کررہی ہیں۔ جہاں سہولتیں اور فوائد ہوں وہاں منافق ساتھ دیتا ہے اور جہاں مال و جان کی قربانی کا معاملہ آئے منافق پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اللہ آزمائشوں کے ذریعہ ہر کلمہ گو مسلمان کے حقیقی کردار کو ظاہر فرمادے گا۔ حق کی خاطر جان و مال کی بازی لگانے والے مومن ثابت ہوں گے اور دنیا کی خاطر، دین کے لیے قربانیوں سے گریز کرنے والے منافق قرار پائیں گے۔

آیات ۱۲ تا ۱۳

نوجوانوں کے لیے کافر بزرگوں کا فریب

مشرکینِ مکہ کے بڑے بوڑھے نوجوانوں کو بڑے میٹھے انداز میں سمجھاتے تھے کہ محمد ﷺ کی بات نہ مانو، ہمارے راستے پر چلو۔ اگر ہمارے راستے پر چلنا گناہ ہے تو ہم روزِ قیامت یہ گناہ اپنے سر لے لیں گے۔ اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قیامت کے روز کوئی کسی کا گناہ اپنے ذمہ نہ لے سکے گا۔ اگر توبہ نہ کی تو ہر ایک کو گناہ کی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ البتہ گمراہ کرنے والوں کو دگنی سزا ملے گی۔ اپنی گمراہی کا وبال بھی اُن پر آئے گا اور دوسروں کو گمراہ کرنے کا عذاب بھی جھیلنا پڑے گا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

مَنْ سَنَّ سُنّةً حَسنَةً فَيَعْمَلُ بِهَا كَانَ لَهُ اَجْرُهَا، وَمِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَالَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئاًوَّمَنْ سَنَّ سُنّةً سَيّئَةً فَعَمِلَ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئاً

”جس نے کسی بھلائی کو جاری کیا پھر اُس پر عمل کیا تو اُس کے لیے اجر ہے اور اُس کا اجر بھی ہے جس نے اِس بھلائی پر عمل کیا، بغیر عمل کرنے والے کے اجر میں کمی کیے ہوئے۔ اور جس نے کسی برائی کو جاری کیا پھر اُس پر عمل کیا تو اُس کے لیے وبال ہے اور اُس کا وبال بھی ہے جس نے اِس برائی پر عمل کیا بغیر عمل کرنے والے کے وبال میں کمی کیے ہوئے۔“ (ابنِ ماجہ)

آیات ۱۴ تا ۱۵

حضرت نوح علیہ السلام کی استقامت

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان ۹۵۰ برس تک رہے اور اُنہیں حق کی دعوت دیتے رہے۔ قوم نے حق کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور حضرت نوح علیہ السلام کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کیں۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑی استقامت کے ساتھ حق کی راہ میں ڈٹے رہے۔ آخرکار ایک طوفان کے ذریعے مخالفینِ حق کو ہلاک کر دیا گیا اور ایک کشتی کے ذریعہ

حضرت نوح علیہ السلام اور اہلِ حق کو بچا لیا گیا۔ اللہ نے اِس کشتی کو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے ایک یادگار بنا دیا۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طویل عرصہ تک اپنی قوم کو دعوتِ حق دی جس کا لب لباب یہ تھا:

i- صرف اور صرف اللہ کی بندگی کرو اور اُس کی نافرمانی سے بچو۔ اِسی میں تمہاری بھلائی ہے۔

ii- اللہ کے سوا دیگر تمام معبود خود ساختہ ہیں اور اُن کی کوئی حقیقت نہیں۔

iii- انسانوں کو رزق اور تمام ضروریات اللہ فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا اُسی کا شکر ادا کرو اور اُس کے ساتھ من گھڑت معبودوں کو مت شریک کرو۔

iv- کوئی چاہے نہ چاہے اُسے اللہ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے اور اُس کے لیے ہمیشہ ہمیش کی جنت یا جہنم کا فیصلہ اللہ ہی نے کرنا ہے۔

v- اگر تم نے دعوتِ حق کو جھٹلا دیا تو یہ روش ماضی میں بھی کئی قوموں نے اختیار کی تھی۔ رسولوں کی ذمہ داری صاف صاف حق کا پیغام پہنچا دینا ہے لوگوں سے منوانا نہیں۔ البتہ جو لوگ حق سے اعراض کریں گے وہ دنیا کی رسوائی اور آخرت کے شدید عذاب سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۳

تمام انسانوں کے لیے درسِ عبرت

اِن آیات میں تمام انسانوں کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے:

i- اللہ نے کائنات میں کیا کچھ بنایا ہے۔ وہ اللہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اُس کے لیے ایسا کرنا انتہائی آسان ہے۔

ii- روزِ قیامت اللہ کے سامنے حاضری ہو کر رہے گی۔ وہ جسے چاہے گا عذاب دے گا اور جسے چاہے گا بخش دے گا۔

iii- کوئی مخلوق زمین یا آسمان میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتی۔ اللہ جب چاہے اُس کی پکڑ کر سکتا

ہے۔ اللہ کے سامنے کوئی اُس کی مدد کرنے والا یا حمایتی نہ ہوگا۔

iv- جو بدنصیب اللہ کی نازل کردہ تعلیمات اور آخرت میں اُس تعالیٰ کے سامنے حاضری کا انکار کررہے ہیں، وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوں گے اور دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۲۴ تا ۲۷

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر انعامات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے اُن کی دعوت کو جھٹلایا اور اُنہیں دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا۔ اللہ نے اُن کے لیے آگ کو گل وگلزار بنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو آگاہ کیا کہ تم جانتے ہو کہ مٹی کے بنائے ہوئے بت تمہارے کچھ کام نہیں آسکتے۔ لیکن یہ دنیا کی رشتہ داریوں اور تعلقات کے بندھن ہیں جن کی وجہ سے تم باطل عمل پر اڑے ہوئے ہو۔ ایک دوسرے سے وابستہ مفادات اور ایک دوسرے کی ناراضگی کا خوف ہے جو تمہارے پاؤں کی بیڑی بن چکا ہے۔ اب تم جان بوجھ کر حق کی طرف آنے سے اعراض کررہے ہو۔ البتہ جان لو کہ قیامت کے دن کوئی تعلق کام نہ آئے گا۔ گمراہی میں مبتلا دوست اور رشتہ دار ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور ایک دوسرے کو اپنی گمراہی کا ذمہ دار قرار دیں گے۔ وہاں تم سب کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہوگی اور کوئی تمہاری مدد کے لیے نہ آئے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب محسوس کیا کہ اِس قوم سے کسی بھلائی کی توقع نہیں تو آپ علیہ السلام نے وہاں سے ہجرت فرمائی۔ مشرک رشتہ داروں سے کٹے تو اللہ نے اسحٰق علیہ السلام جیسا بیٹا اور یعقوب علیہ السلام جیسا پوتا عطا فرمایا۔ پھر اُن کی نسل میں نبوت کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ اللہ نے دنیا میں بھی نوازا اور وہ آخرت میں بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے۔

آیات ۲۸ تا ۳۵

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی خباثت اور برا انجام

تاریخِ انسانی میں ہم جنس پرستی جیسے قبیح فعل کا ارتکاب سب سے پہلے قوم لوط علیہ السلام نے کیا۔ وہ بدبخت بھری محفلوں میں اِس جرم کا ارتکاب کرتے تھے۔ جب حضرت لوط علیہ السلام نے اُنہیں

اِس بدفعلی سے روکا تو اکڑ کر عذاب لانے کا مطالبہ کرنے لگے۔ اللہ نے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں اِس بد بخت قوم پر عذاب نازل کرنے کے لیے بھیجا۔ فرشتوں کی آمد پر حضرت لوط علیہ السلام گھبرائے۔ فرشتوں نے تسلی دی اور آگاہ کیا کہ آپ علیہ السلام اپنے اہلِ خانہ سمیت اِس عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ البتہ آپ علیہ السلام کی بیوی کی ہمدردیاں فاسق قوم کے ساتھ ہیں اور اُس کا انجام بھی اُن کے ساتھ ہی ہوگا۔ اُس بد بخت قوم کی بستی کو الٹ دیا گیا اور اوپر سے کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔ طویل عرصہ تک اُن کی بستی کے کھنڈرات بعد میں آنے والی قوموں کے لیے نشانِ عبرت بنے رہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۹

مجرم قوم کی عبرتناک مثالیں

اِن آیات میں چار مجرم قوموں کی روش بطورِ عبرت پیش کی گئی۔ اصحابِ مدین نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوتِ حق کو جھٹلایا۔ اللہ نے ایک زلزلہ کے ذریعہ اُنہیں برباد کر دیا۔ قوم عاد اور قوم ثمود نے باوجود سمجھدار ہونے کے رسولوں کی واضح تعلیمات کو قبول نہ کیا اور شیطان کی سجھائی ہوئی احمقانہ روش کو اختیار کر کے خسارے کا سودا کیا۔ فرعون اور اُس کے سرداروں ہامان اور قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واضح معجزوں کو جادو قرار دے دیا اور انتہائی تکبر کے ساتھ حق کی دعوت کو رد کر دیا۔ البتہ وہ اللہ کی قدرت کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور تباہی کا شکار ہوئے۔

آیت ۴۰

عذاب کی چار صورتیں

اِس آیت میں عذاب کی چار صورتیں بیان ہوئی جن کے ذریعہ بڑی بڑی تہذیبوں کو ملیا میٹ کر دیا گیا:

i- تیز آندھی جس کے ذریعہ ظالم قوموں پر کنکریاں برسائی گئیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر یہی عذاب آیا۔

ii- زلزلہ جس کے ذریعہ قومِ ثمود اور اصحابِ مدین کو ہلاک کیا گیا۔

یاد رکھنے والے حقائق

عَنْ سَھْلِ بنِ سَعْدٍ ، قَالَ: جَاءَ جِبْرِیْلُ ؑ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ، فَقَالَ : یَا مُحَمَّدُ ، عِشْ مَا شِئْتَ فَاِنَّکَ مَیِّتٌ ، وَاَحْبِبْ مَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّکَ مُجْزٰی بِہٖ ثُمَّ قَالَ : یَا مُحَمَّدُ شَرْفُ الْمُؤْمِنِ قِیَامُ اللَّیْلِ وَعِزُّہٗ اسْتِغْنَاؤُہٗ عَنِ النَّاسِ

(مستدرک الحاکم)

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ’’اے محمد ﷺ! زندہ رہ لیجئے جتنا آپ چاہیں (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) بالآخر مرنا ہے، اور محبت کر لیجئے جس سے بھی محبت کرنی ہے (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) آپ اُسے چھوڑنے والے ہیں، اور عمل کیجئے جو آپ چاہیں (لیکن یہ یاد رکھیں کہ) آپ کو اُس کا بدلہ دیا جائے گا‘‘۔ پھر فرمایا ’’اے محمد ﷺ بندۂ مومن کا شرف قیام اللیل میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے نہ مانگنے میں ہے‘‘۔

iii- زمین میں دھنسا دینا جس کے ذریعہ قارون کو نیست و نابود کیا گیا۔

iv- طوفان یا سمندر میں غرق کر دینا جیسا کہ قومِ نوح علیہ السلام اور آلِ فرعون کو تباہی سے دوچار کیا گیا۔

قوموں پر عذاب اُن کے اپنے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے آئے۔ اللہ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔

آیات ۴۱ تا ۴۴

شرک کی حقیقت ...... مکڑی کا جال

اِن آیات میں شرک کے جرم کی حقیقت واضح کی گئی۔ اللہ کے سوا دیگر معبودوں سے کسی چیز کی امید یا اُن پر اعتماد کرنا بالکل اِسی طرح ہے جیسے کسی مکڑی کا جال بنانا۔ مکڑی کا جال جس طرح انتہائی کمزور ہوتا ہے بالکل اِسی طرح اللہ کے سوا کسی اور پر بھروسہ اور اعتماد بھی بے فائدہ اور ناپائیدار ہوتا ہے۔ اللہ مشرکین کے خود ساختہ معبودوں کی لاچارگی اور بے بسی سے واقف ہے۔ زبردست اور کمالِ حکمت کا پیکر صرف اللہ ہی ہے۔ وہ گمراہ کن تصورات اور طرزِ عمل کو واضح مثالوں کے ذریعہ بیان کرتا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت اِن مثالوں پر غور نہیں کرتی، گویا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

اللہ نے کائنات کی ہر شے بامقصد بنائی ہے۔ ہر شے کا مقصد ہے اللہ کے حکم کے مطابق کام کرنا۔ انسانوں کی خیر بھی اِسی میں ہے کہ وہ اللہ کے عطا کردہ اختیار کو اللہ ہی کی اطاعت اور بندگی میں استعمال کریں۔ یہ طرزِ عمل اُن کی دنیا و آخرت دونوں ہی کو سنوار دے گا۔ اللہ ہمیں اِس حقیقت پر یقین عطا فرمائے۔ آمین۔

جس نے میری سنت کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (کنز العمال)